بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لے کے ناں میں سوہنڑے رب دا کراں کلام بیان
مہر محبت کرنے والا اُچا اُسدا ناں

گندھارا ہندکو لغت

محقق و مؤلف
ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان

گندھارا ہندکو لُغت

محقق و مؤلف

ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان

نظر ثانی و اضافہ

محمد ضیاء الدین

گندھارا ھندکو اکیڈمی پشاور

جملہ حقوق بحق گندھارا ہندکو اکیڈمی محفوظ اُن

کتاب داناں:	**گندھارا ہندکو لُغت**
مؤلف:	**ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان (مرحوم)**
نظر ثانی و اضافہ:	**محمد ضیاء الدین**
موضوع:	**لُغت / تحقیق**
کمپوزنگ:	**علی اویس خیال، محمد عتیق، ثاقب حسین**
پروف ریڈنگ:	**میاں کریم اللہ قریشی، آفتاب اقبال بانو، محمد ضیاء الدین، نذیر بھٹی**
سرورق:	**ثاقب حسین**
اشاعتِ اول:	**2008ء**
اشاعتِ دوئم:	**2017ء**
اہتمامِ اشاعت:	**محمد ضیاء الدین (چیف ایگزیکٹو کمیٹی، جی ایچ اے)**
جی ایچ اے اشاعت حوالہ	**F.98/17-B**
قیمت:	**-/1200 روپے / بیرون ملک 50$**
پبلشر:	**گندھارا ہندکو اکیڈمی پشاور**
پرنٹر:	**جی ایچ اے لیزر پرنٹنگ پریس، پشاور**
ISBN No.	**978-969-687-082-1**
ملنے دا پتہ:	**گندھارا ہندکو اکیڈمی، 2 چنار روڈ، آبدرہ، یونیورسٹی ٹاؤن پشاور**

گندھارا ہندکو اکیڈمی پشاور

2۔ چنار روڈ، آبدرہ، یونیورسٹی ٹاؤن، پشاور

www.gandharahindko.com

انتساب

ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان (مرحوم)

دے **ناں**

جیہڑے گندھارا ہندکو بورڈ دے رہنما تے عالمی شہرت دے محقق ائے

تے جنہاں نُوں آپنی ماں بولی ہندکو نال بوہت پیار ایا تے

گندھارا ہندکو بورڈ

نُوں

ہندکو دی نشاط ثانیہ دا نمائندہ ادارہ سمجھدے ائے۔

ترتیب

نمبر شمار	موضوع	صفحات
1	کچھ اس لُغت کے بارے میں ۔ ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان	ج
2	ایک بڑی ہندکو لغت ۔ ڈاکٹر ظہور احمد اعوان	د
3	ہندکو لفظاں دی کرول ۔ محمد ضیاء الدین	ذ
4	اکیسویں صدی کا عظیم ذہن ۔ آفتاب اقبال بانو	ر
5	ہندکو حروفِ تہجی	س
6	آ	2
7	ا	9
8	ب	45
9	پ	84
10	پ̌	107
11	پھ	113
12	ت	119
13	ت̌	149
14	تھ	153
15	ٹ	155
16	ٹ̌	162
17	ٹھ	165
18	ث	167
19	ج	169
20	چ	181
21	چ̌	199
22	چھ	201
23	ح	205
24	خ	217
25	د	232
26	ڈ	261

27	ذ	267
28	ر	270
29	ڑ	286
30	ز	287
31	ژ	294
32	س	295
33	ش	336
34	ص	353
35	ض	364
36	ط	367
37	ظ	372
38	ع	373
39	غ	388
40	ف	395
41	ق	407
42	ک	416
43	کّ	429
44	کھ	434
45	گ	439
46	ل	451
47	م	469
48	ن	514
49	ڻ	528
50	ں	528
51	و	529
52	ہ	542
53	ء	557
54	ی/ے	558

کچھ اس لُغت کے بارے میں

1997ء کی بات ہے جب مجھے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ کے لئے ہندکو زبان کے ذخیرہ الفاظ کی ضرورت پڑی۔ میں نے اپنی یادداشت سے کوئی ایک ہزار الفاظ لکھ لئے۔ میرا خیال تھا کہ یہ ذخیرہ مقالہ کے لئے کافی ہوگا چنانچہ خوش خوش اپنے نگران پروفیسر ڈاکٹر سپرگ (SOAS London) کے پاس گیا لیکن میری ساری خوشی اس وقت خاک میں مل گئی جب اُنہوں نے کہا کہ یہ الفاظ کافی نہیں۔ مقالہ کے لئے کم از کم 10 ہزار الفاظ کی ضرورت ہوگی۔ اب وسائل کی تلاش ہوئی۔ اس وقت تک استاد غلام رسول گھائل کے دیوان گھائل (اسے جواں مرگ شاعر فہید آتش نے یکجا کیا تھا اور میں نے مرتب کر کے 1960ء میں پشاور سے شائع کروایا تھا۔ یہ کسی ہندکو شاعر کا پہلا دیوان تھا جو زیور طبع سے آراستہ ہوا) کے علاوہ چند کتابیں ہی ہندکو میں چھپی تھیں۔ ان سے استفادہ کیا۔ علاوہ ان کے لندن میں مقیم ہندکووانوں کو ڈھونڈا۔ بمشکل دو ہاتھ لگے۔ ایک نے تو صاف کہہ دیا کہ اگر میں اس کی زبان سے کچھ اخذ کرنا چاہتا ہوں تو اسے 10 پاؤنڈ فی گھنٹہ اجرت دینی ہوگی۔ (اُن دنوں ایک عام کارکن کی ہفتہ وار اوسط اجرت 9 پاؤنڈ ہوتی تھی) میرے لئے یہ اجرت ادا کرنی مشکل تھی۔ دوسرے صاحب نے تعاون کیا لیکن وہ بھی باقاعدہ دستیاب نہ تھے۔ اس لئے کوئی خاطر خواہ پیشرفت نہ ہوئی۔ برٹش لائبریری اور سکول آف اورینٹل اینڈ افریکن سٹڈیز سے استفادہ کیا لیکن الفاظ کی تعداد دو ہزار سے آگے نہ بڑھ سکی۔ اب ایک ہی صورت رہ گئی کہ زبان کے سرچشمہ کی جانب توجہ کی جائے یعنی اپنی ہم عمروں میں سے کم از کم ایک خاتون کو روزانہ اپنے ہاں مدعو کریں۔ چنانچہ تقریباً ایسی ایک درجن خواتین کو مدعو کیا گیا۔ میں کبھی ان کی گفتگو میں شامل ہو جاتا اور کبھی ساتھ والے کمرے میں بیٹھ کر ان کی بات چیت سنتا رہتا اس طرح جو نئے الفاظ ومحاورات سننے میں آتے اُنہیں لکھتا جاتا۔ ان سے شادی بیاہ کے گیت، لوریاں اور وہ کہانیاں بھی سنیں جو وہ بچوں کو سنایا کرتی تھیں۔ حیا دامن گیر تھی اس لئے سٹھنیاں نہ سن سکا لیکن ایک شادی کے موقع پر یہ خواہش بھی پوری ہوگئی۔ گھر سے باہر ہندکو کے ادباؤ شعرائے کرام مثلاً آغا جوش، جگر کاظمی، الٰہی بخش مفلس، غلام رسول گھائل، ساجن، کمال، ناز بخاری، سید امیر شاہ گیلانی، ملک ناصر علی ناصر، سید ضیاء جعفری، رضا ہمدانی، فارغ بخاری، سید امیر شاہ گیلانی، ش۔ شوکت، ساحر مصطفائی اور خواجہ یعقوب سے مشاعروں اور ادبی اور ذاتی محفلوں میں خوشہ چینی کرتا۔ ان شعراء کرام سے قدیم شعرا کا کلام بھی سنا۔ علاوہ ازیں قہوہ خانہ اور روزنامہ انجام کے ہندکو صفحہ اور اس وقت تک جو معدودے چند ہندکو کی کتابیں چھپ چکی تھیں ان کے مطالعہ سے خوشہ چینی کی۔ ایک اور پرلطف اور مفید ذریعہ یہ تھا کہ گلی کوچوں میں جو بزرگ ہندکووان مل جاتا اس سے گپ شپ لگاتا پرانے زمانے کی باتیں پوچھتا اور اس سے بھی زیادہ دلکش اور نتیجہ خیز وہ اوقات تھے جب سبزا منڈی اور موچی لڑے سے گزرتا یا وہاں کسی دکان پر بیٹھ کے ان کی مخصوص ہندکو سے حظ اُٹھاتا۔ مختلف پیشہ وروں کو تلاش کر کے ان سے ان کے پیشے کے بارے میں بات چیت کرتا۔ ایک روز کچھی محلّہ سے گزر ہوا وہاں چند خواتین باہم الجھی ہوئی تھیں اس روز جو ''نستعلیق'' ہندکو سننے کو ملی آج تک نہیں بھولی۔ کاش میرے پاس ٹیپ ریکارڈر ہوتا، بزرگوں کے علاوہ اپنے ہم عمروں اور بعد کی نسل سے ملتا تو ذہن میں ایک ہی بات ہوتی کہ کتنے نئے الفاظ اور محاورات ملتے ہیں۔ تین مہینے گویا پل جھپکنے میں گزر گئے۔ واپس لندن آیا جو کچھ اکٹھا کیا تھا اسے کارڈوں پر منتقل کیا۔ جب گنتی کی تو پندرہ ہزار سے زائد اندراجات ہو چکے تھے۔ میرے مقالہ کا کام تو ہو گیا۔ لیکن مزید مواد کی جستجو جاری رہی۔ ڈگری لے کر وطن عزیز اور شہر دلپذیر واپس آیا تو مصائب ومشکلات کا ایک طوفان منتظر تھا۔ دو سال تک تندیء بادِ مخالف سے نبرد آزما رہا جس نے میرے ارادے کو مزید تقویت اور میری پرواز کو اور بلندی عطا کی۔ آندھی تو گزر گئی لیکن جہاں بلند نظری اور بلند پروازی دے گئی وہاں بہت کچھ اڑا بھی لے گئی (تفصیل کیلئے

دیکھئے میری خودنوشت تارِنفس)۔سرمایہ لغت کا معتدبہ حصہ ضائع ہوگیا۔جس کا بہت صدمہ ہوا۔بہرحال جب کچھ سنبھلا تو پھر سے دل کے ٹکڑوں کو سمیٹنا شروع کیا اور ایک عرصہ تک اُنہیں سینے سے لگائے پھرتا رہا اور کہتا رہا؛

دل کے ٹکڑوں کو بغل بیچ لئے پھرتا ہوں
کچھ علاج ان کا بھی اے شیشہ گراں ہے کہ نہیں

اگرچہ میرے ہم عصروں اور محکمہ تعلیم نے میرے ہندکو پر تحقیق کرنے پر مجھ پر لعن طعن کی، ہدفِ تضحیک بنایا اور موردِ عتاب جانا لیکن مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ بعض نوجوانوں نے اس زبان کی جانب توجہ دینا شروع کردی۔ان نوجوانوں میں اورنگزیب غزنوی، امجد امین، ارشد امین، صابرحسین امداد، آفتاب احمد اور ضیاء الدین شامل تھے۔پہلے تینوں نے ادارہ فروغ ہندکو اور ماہنامہ فروغ کے ذریعہ ہندکو کو بڑھاوا دینے میں ہراول دستے کا کام کیا اور آفتاب احمد، ضیاء الدین اور ان کے ساتھیوں نے اس زبان کی خدمت کا بیڑا اُٹھایا۔گندھارا ہندکو بورڈ قائم کیا اور اپنے ساتھ پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اعوان جیسے تجربہ کار استاد، نقاد، محقق، ادیب، صحافی اور دانشور اور ڈاکٹر عدنان گل جیسے پرخلوص، ٹیٹھ ہندکووان ہندکو کے دیوانے کو شامل کرکے اسے کہیں سے کہیں لے گئے۔(ڈاکٹر ظہور احمد اعوان گندھارا ہندکو بورڈ کے صدر اور ڈاکٹر عدنان گل نائب صدر ہیں)اب مجھے اپنے خواب کی تعبیر اپنے سامنے نظر آرہی ہے اور میں بجا طور پر کہہ سکتا ہوں:

گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں
یہاں اب مرے راز داں اور بھی ہیں

نامساعد حالات کے باوجود میں نے ہندکو لغت کی تکمیل کا کام جاری رکھا۔جو حصہ ضائع ہو چکا تھا اس کی تلافی کی اور مزید اضافے کئے۔ہندکو بولنے والوں کی ایک نئی نسل سامنے آچکی تھی لہٰذا اس نسل اور نئے دور کے سبب زبان میں جو تبدیلیاں رونما ہوئیں اُنہیں شامل کیا، لغت کی ضخامت بڑھتی گئی لیکن اس کی اشاعت کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی۔تین دہائیاں اور بیت گئیں اور اس عرصہ میں جونئی پود ابھری جو معاشرے میں تبدیلیاں آئیں ان سب کی جھلک لغت میں داخل ہوتی گئی۔اس دور میں ایک خوشگوار تبدیلی یہ آئی کہ میرے وہ ہم عصر ہندکووان جو اس سے پہلے ہندکو اور ہندکو کی نشاۃ نو کی کوشش کرنے والوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے خود اس میدان میں اُتر آئے اور اس سے بھی بڑھ کر اور بہت سے اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان بھی ہندکو میں ادب تخلیق کرنے لگے۔لہٰذا ہندکو کے ذخیرہ الفاظ میں علوم جدیدہ سے متعلق الفاظ اور اصطلاحات شامل ہونے لگیں اِن سب تبدیلیوں کو میری لغت میں جگہ ملتی گئی۔غالباً 2003ء میں ڈاکٹر عدنان گل اور ضیاء الدین نے تقاضا کیا کہ میں اپنی مرتبہ لغت کو گندھارا ہندکو بورڈ کے حوالے کردوں تاکہ اسے شائع کیا جاسکے۔میں نے رضامندی ظاہر کردی۔رات گئی بات گئی۔سال کے قریب گزر گیا بورڈ کی جانب سے کوئی تقاضا نہ آیا لیکن میں نے اپنا کام جاری رکھا اب میں نے اس کام میں اپنی بیگم اور بچوں کو بھی شامل کرلیا جس کی وجہ سے اس میں اور تیزی آگئی۔ہم میں ہفتہ ایک دن ایک ساتھ بیٹھ جاتے اور زندگی کے مختلف شعبوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرکے اس کی فرہنگ مرتب کرتے اُنہوں نے لباس، زیورات، کھانے پکانے، سبزیوں، ٹوٹکوں، رسومات اور خواتین کے شعبے سے متعلق الفاظ کے اضافے میں قابلِ قدر تعاون کیا۔علاوہ ازیں ناشتے پر کھانے اور چائے پر اُٹھتے بیٹھتے جب بھی کسی کے ذہن میں کوئی لفظ آتا تو فی الفور مجھے بتادیا جاتا تو میں فوراً اپنے پاس لکھ لیتا۔اب یہ کام ایک تفریح کی صورت اختیار کرگیا۔تلفظ اور معانی کے سلسلہ میں بیگم نے میری بڑی مدد کی۔جہاں کہیں مجھے شک یا تردد ہوتا تو ان سے رجوع کرتا۔اس طرح جو کام میں نے اکیلے شروع کیا تھا وہ ایک گھریلو منصوبہ بن گیا۔

ایک دن ضیاء الدین کا تقاضا آہی گیا۔اس کے بعد کام کی رفتار میں اور تیزی آگئی۔گاہے گاہے آفتاب احمد اور ڈاکٹر عدنان گل کی جانب سے بھی مہمیز لگ جاتی۔بالآخر یہ لغت جس کی ابتداء 1997ء میں ہوئی تھی اللہ کے فضل وکرم سے یکم مارچ 2007ء کو پایہ تکمیل کو پہنچی۔الحمداللہ!

اب یہ چالیس سال کی محنت کا ثمر آپ کے سامنے ہے جس میں پانچ نسلوں کی زبان کو نمائندگی حاصل ہے۔

کوئی حرف حرف آخر نہیں ہوتا، کوئی کام قطعی نہیں ہوتا۔ خامیوں سے مبریٰ صرف کلام رب کائنات ہے۔ انسان اور اس کا کام اگر خامیوں سے پاک ہو جائے تو وہ خدا نہ بن جائے؟ دوستوں اور ہندکو سے محبت کرنے والوں سے استدعا ہے کہ وہ ان ممکنہ کوتاہیوں اور غلطیوں کی طرف توجہ دلائیں تا کہ ان کا ازالہ کیا جا سکے۔

لغت کی کئی قسمیں اور انداز ہیں جن کا دارومدار اس کے مقاصد، تحدید اور دیگر کئی عوامل پر ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر لغت نہ تو اتنی مختصر ہو سکتی ہے کہ جیبی لغت بن جائے اور نہ ہی اتنی ضخیم کہ کئی جلدوں تک پھیل جائے۔ اسی طرح ہر لغت میں تمام خصوصیات کو داخل کیا جا سکتا ہے نہ اُنہیں سرے سے نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ بعض لغات الفاظ کے مترادفات پر اکتفا کرتی ہیں جنہیں لغت کی بجائے فرہنگ کہنا زیادہ مناسب ہوگا اور بعض میں تشریحات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جنہیں کشاف کہا جاتا ہے بعض میں ان دونوں کے امتزاج سے کام لیا جاتا ہے بعض یک زبانی ہوتی ہیں اور بعض دو، سہ، چہار زبانی یا اس سے بھی زیادہ زبانوں کو احاطہ کرتی ہیں۔ بعض الفاظ کے تلفظ کو بیان کرتی ہیں بعض قواعد کے چند عناصر کو شامل کر لیتی ہیں۔ بعض الفاظ کی اصل کی جانب یا اشتقاقیات پر توجہ مبذول کرتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

زیر نظر لغت میں میری کوشش رہی ہے کہ یہ نہ تو بہت مختصر ہو کہ بے شمار الفاظ شامل ہونے سے رہ جائیں اور نہ ہی ضرورت سے زیادہ ضخیم۔ ضروری معلومات بھی اسی حد تک شامل کی جائیں جو بلاوجہ بوجھ نہ بن جائیں۔ ایک توازن رکھنے کی کوشش کی گئی ہے جس کے پیش نظر مندرجہ ذیل خصوصیات پر اکتفا کیا گیا ہے:

1) جامعیت کو قائم رکھتے ہوئے مناسب ضخامت

2) الفاظ کے مترادفات اور معانی کے ساتھ ساتھ حسب ضرورت تشریحات کا شمول

3) ہر لفظ کا الگ اندراج۔ یعنی یہ نہیں کیا گیا ہے کہ ایک لفظ لکھ کر اس کے ذیل میں اس کے اشتقاقات اور متعلقات کو درج کر دیا جائے بلکہ اُنہیں الگ حیثیت سے متعلقہ مقام پر لکھا گیا ہے تا کہ تلاش میں آسانی رہے۔

4) لفظ کے فوراً بعد اس کا تلفظ اس طرح لکھا گیا ہے کہ اس کے تمام ملفوظ حروف الگ الگ لکھ کر ہر حرف پر علامت تلفظ درج کر دی گئی ہے تا کہ ممکن حد تک تلفظ واضح ہو جائے۔

5) اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ تلفظ بیان کرتے وقت حروف تہجی کو نہیں بلکہ اس کی صوت کو لکھا جائے مثلاً ظالم کا تلفظ زَا لِ م صوت کا تلفظ س وت لکھا گیا ہے۔

6) تلفظ ہی کے سلسلہ میں اس بات کی رعایت کی گئی ہے کہ میل یعنی غلاظت اور میل یعنی سمیٹ کر بالترتیب مَ ے ل اور م ے ل لکھا گیا ہے۔ ہندکو میں و سے پہلے حرف پر کبھی زبر نہیں ہوتا ہے اس لئے موج کو م وج کے طور پر درج کیا گیا ہے یعنی م پر زبر کے بغیر لہٰذا اسے اردو کے روز کے انداز میں ادا کیا جاتا ہے نہ کہ اردو کی موج انداز میں۔

7) تلفظ کے بعد اس لفظ کی اصل کے بارے میں معلومات دی گئی ہیں کہ وہ کس زبان سے داخل ہوا ہے۔ مثلاً ع عربی کے لئے ف فارسی کے لئے، اگر یہ لفظ اصلاً ہندکو کا ہے تو اس کے لئے ''ہ'' (میرے نزدیک ہندی انگریزوں کی ہندوستان میں آمد کے بعد کی زبان ہے جسے ہندو اردو میں موجود عربی فارسی الفاظ کی جگہ سنسکرت کے الفاظ داخل کر کے وجود میں لائے، لہٰذا میری نظر میں ہندکو میں موجود دیسی الفاظ سبھی ہندکو ہی کے ہیں)، کا اختصار یہ لکھا گیا ہے اگر لفظ ایک سے زیادہ زبانوں کے الفاظ سے مرکب ہے مثلاً قابلِ گرفت (دوسری زبانوں کے جو الفاظ ہندکو زبان میں آ گئے ہیں میں ان الفاظ کو مستعار نہیں کہتا بلکہ رچے بسے کہتا ہوں۔ اس لئے ان الفاظ کا وہی تلفظ صحیح ہے جو ہندکو وان کرتے ہیں مثلاً شربت کا صحیح تلفظ ہندکو میں شَ ربُ ت ہے) تو اس کے سامنے ع۔ ف لکھ دیا ہے۔

8) اگر کوئی لفظ ایک سے زیادہ طرح سے لکھا جاتا ہے تو ہر انداز کو حروف تہجی کے اعتبار سے اپنی اپنی جگہ پر لکھ کر حوالہ دے دیا گیا ہے۔ مثلاً دیشکی، دتیچکی، دیگچی۔

9) تلفظ کے بعد لفظ کی قواعدی حیثیت کو کرمہ کے بعد اختصاریہ سے ظاہر کیا گیا ہے مثلاً صفت کے لئے صف اور فعل لازم کے لئے فعلا۔

10) اس کے بعد تذکیر و تانیث اور واحد جمع کی معلومات ہیں۔ لفظ اگر واحد ہے تو اس کے سامنے واحد یا اس کا اختصاریہ نہیں لکھا گیا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم پانچ نسلوں کی زبان کے احاطے، مناسب ضخامت، تلفظ، تاریخی اور قواعدی حوالوں نے اس لغت کو ہندکو کی اولین جامع لغت بنا دیا ہے۔

ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان
(پی ایچ ڈی، برطانیہ)
اکتوبر 2005ء

ایک بڑی ہندکو لغت

عموماً ڈکشنریاں لکھنا اداروں کا کام ہے دُنیا میں بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنے وطن اور زبان سے ہزاروں میل دور لندن میں ایک کمپیوٹر پر بیٹھ کر عالمی سطح کی ڈکشنری سائنٹفک بنیادوں پر اکیلے تیار کر لیتا ہے۔ اور ایسا شخص قدرت نے ہندکو زبان وادب کو ''فخر ہندکو'' پروفیسر ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان کی صورت میں بخش دیا ہے۔ ڈاکٹر الٰہی بخش عالمی سطح کے ماہر لسانیات ہیں جن کا نام ''عالمی کون کون ہے'' Who is who کی فہرست میں شامل ہے۔ یہ الٰہی بخش پشاور کے روڑے تھے کئی زبانوں کے ماہر اُردو کے پروفیسر گویا علم وادب کا ایک خلاصہ کیپسول۔ اُنہوں نے دوران ملازمت کئی برس لندن میں گزارے اور وہاں سے بڑے بڑے ماہرین لسانیات کی نگرانی میں ہندکو لسانیات پر کام کر کے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ یوں ہندکو صوتیات پر پی ایچ ڈی کرنے والے پہلے شخص کہلائے۔ اس کے علاوہ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ پاکستان میں بطور ملازمت مکمل کرنے کے بعد اُنہوں نے برطانیہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ گزشتہ 20 برس تک برطانیہ میں رہے اور ریسرچ کے کئی پراجیکٹس پر کام کر رہے ہیں وہ لندن، برطانیہ میں ضرور جا بسے مگر شہر اور اپنی زبان سے محبت میں کوئی کمی نہ آئی بلکہ اس میں دو چند اضافہ ہو گیا۔ اور یوں چپکے چپکے ہندکو زبان کی پہلی مکمل سائنٹفک ڈکشنری اکیلے مرتب کرنی شروع کر دی۔ جس کا کسی کو یقین نہ آیا مگر بڑے بڑے کام کرنے والے اس طرح سروں پر کفن باندھ کر کام کرتے ہیں اور اپنی پوری زندگیاں ان عظیم کاموں میں جھونک دیتے ہیں۔ ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان نے اپنی آخری عمر کی ساری توانائیاں نچوڑ کر ہندکو زبان کے گلزار کو سرسبز وشاداب کر دیا۔ اور ایک حیران کن لغت مرتب کرنے میں کامیاب ہو گئے جو اپنی نوعیت کی پہلی بڑی اور قابل اعتبار ثمر بار سعی ہے۔

گو اس سے قبل گندھارا ہندکو بورڈ نے جناب سلطان سکون کی ایک ہندکو ڈکشنری شائع کرنے کا اعزاز حاصل کر رکھا ہے۔ یہ کام بھی جناب سلطان سکون نے اکیلے سر ایبٹ آباد میں بیٹھے سرانجام دیا۔ یوں ہندکو زبان جو پشاور، کوہاٹ، ڈیرہ اسماعیل خان اور ہزارہ کے اضلاع میں لاکھوں ہندکو وان لوگوں کی زبان ہے، اس ایک ابتدائی ڈکشنری دینے کا اعزاز اپنے سر کر لیا ہے۔ کوئی سعی حرف آخر نہیں ہوتی۔ سلطان سکون ایک شاعر ادیب اور ماہر زبان ہیں۔ اُنہوں نے اپنی کاوش کے ذریعے ہندکو زبان کے ہزاروں لب و لہجے کو مربوط و محفوظ کرنے کو قابل قدر سعی کی۔ جس کیلئے ہندکو برادری میں ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ تاہم جب یہ ڈکشنری گندھارا ہندکو بورڈ کی طرف سے شائع ہوئی تو اس وقت اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ ہندکو دوسرے لہجوں اور علاقوں سے وابستہ زبان پر مشتمل لفضیات و روایات کے مطابق ایک ایسی بڑی ڈکشنری بھی تیار ہوگی جو عالمی سطح کے علم لسانیات کی شرائط پر پوری اُترتی ہو۔ اور اس کام کو کرنے کیلئے کسی واقعی بڑے ماہر لسانیات کی ضرورت تھی جو قدرت کی طرف سے ہندکو زبان کو پروفیسر ڈاکٹر الٰہی بخش کی صورت میں از خود میسر آ گیا۔ اسے ہندکو زبان کی خوش بختی ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر بخش نے کئی محنت شاقہ سے تقریباً 26 ہزار الفاظ کی یہ ڈکشنری مرتب کر ہی ڈالی۔ جو ساڑھے چھ سو صفحات پر مشتمل ہے اور یہ سارا کام بغیر کسی معاوضے یا سرکاری سرپرستی کے ہندکو زبان کی خدمت کے بے لوث و بے غرض جذبے کے تحت تکمیل کو ڈاکٹر الٰہی بخش لکھتے ہیں۔

''اُنہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ لفظ ہندکو سندکو سے قدیم تر ہے اور اسی بنیاد پر ہندکو علاقے کی زبان اور ثقافت کے اعتبار سے قدامت میں اس خطے کے دوسری زبانوں اور ثقافتوں پر فوقیت رکھتی ہے پھر ہندکو زبان کے سنسکرت کی تعمیر و ترقی میں حصہ لسانیاتی اور دیگر شواہد کے ساتھ اس میں سنسکرت پر ہندکو زبان کے اثرات کا بیان ہے اور آریائی تہذیب کے وجود اور بڑھاوے میں ہندکو تہذیب و تمدن کے کردار کا تذکرہ ہے اور جو دعویٰ کیا گیا ہے اس کی تائید میں ٹھوس شواہد پیش کیے گئے ہیں''۔

ڈاکٹر الٰہی بخش اعوان کہتے ہیں کہ اُنہوں نے یہ لغت پرائے تو پرائے اپنوں کے بول تضحیک بھری باتیں اور نفرت انگیز

سکیاں سہنے کے باوجود 40 برس کی محنت کے بعد مکمل کی۔ جب اعلیٰ تعلیم کیلئے لندن گئے۔ بجائے کسی فوری اثر و فائدے والے موضوع کے انتخاب کے، اُنہوں نے لسانیات کو منتخب کیا اور اس میں بھی ہندکو زبان کی لفظیات واصوات کا انتخاب کیا۔ اس پر اور تو اور ان کے انگریز سپروائزر ڈاکٹر سپرگ نے پھبتی کسی کہ یہاں پہلے اور کوئی 15 ہزار الفاظ تو رکھ دیں یا جمع کر کے بتائیں پھر اس موضوع پر کام کریں۔ الٰہی بخش نے نام لیکر بقول ہندکو محاورے بے ''گوڈے پہن'' کے بیٹھے اور ذاتی یادداشت کے حوالے سے کوئی دوہزار الفاظ لے کر ڈاکٹر سپرگ کے پاس پہنچے، مسکرائے مگر دھن کے پکے پشاور کے اس روڑے نے چیلنج قبول کرلیا اور اپنی ہندکو کے گہوارہ اور ماں کی آغوش پشاور مزید الفاظ کی تلاش میں پہنچ گئے۔ یہاں اُنہوں نے بڑے بڑے جشن کیے۔ بوڑھی مائیوں کے انٹر ویو کیے گھر میں اپنے ہاں ہندکو وان خواتین کو اپنی اہلیہ کے ساتھ دوسرے کمرے میں بٹھا کر کن سوئے لے کر لفظ لکھتے۔ پشاور میں اس زمانے کے بزرگ ادیبوں شاعروں رضا ہمدانی، فارغ بخاری وغیرہ سے مدد حاصل کی اخبارات ورسائل کنگالے۔ غرض ہر وہ کام کیا جو اُنہیں ان کو منزل یعنی 15 ہزار ہندکو الفاظ کے اعداد تک پہنچا سکے۔ تاہم یہ کام باقاعدہ مکمل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور سرفروش ہو کر بڑے فخر سے ڈاکٹر سپرگ کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔ اور ایک مسٹر گورے سے کہا'' Now I am ready'' یوں اُنہوں نے ہندکو لسانیات وصوتیات پر اسی سپروائزر کی نگرانی میں لندن سے اپنا تھیسس مکمل کیا آج اسی موضوع پر منفرد دستاویز کا درجہ رکھتا ہے۔

رسمی تعلیم کا کام تو مکمل ہو گیا۔ ڈگری مل گئی۔ کتاب چھپ گئی مگر ڈاکٹر اعوان کے دل کو لگی چوٹ مندمل نہ ہوئی اُنہوں نے مصمم ارادہ کرلیا کہ ہندکو کو ایک مستقل مستند سائنٹفک لغت لکھ کے رہیں گے اور لکھ کے رہے۔ اب تقریباً چھ سو بڑے صفحات کے پچیس چھبیس ہزار ہندکو کے الفاظ پر مشتمل ایک شاندار قابل اعتبار لغت دُنیا کے سامنے لا کر ہندکو زبان وادب اور پشاور شہر کو سرخرو کر گئے ہیں۔ ایسے شخص کو ''فخر ہندکو'' نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔

(یہ تحریر گندھارا ہندکو بورڈ لغت کے پہلے ایڈیشن میں شائع ہوئی تھی)۔

ڈاکٹر ظہور احمد اعوان

(بانی چیئر مین، گندھارا ہندکو بورڈ، پشاور، پاکستان)

2008ء

ہندکو لفظاں دی کرول

گندھارا ہندکو لغت دی تکمیل دے موقعے تے میں اللہ تعالیٰ دا بے حد شکر گزار آں کہ جس نے مٹوں ایہہ توفیق دِتی کہ میں ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان (مرحوم) دے نال 2012ء اِچ کیتا گیا وعدہ پورا پیا کرناواں۔ ہندکو عالمی کانفرنس 2012ء اِچ شرکت کرنے وسے اوہ خصوصی طور تے لندن سی پاکستان تشریف لیائے ائے تے اسلام آباد ایئرپورٹ سی اُنہاں نُوں میں آپڑے کہار لیایا ایاں تے کجھ دیر میرے کہار قیام کرنے دے بعد اوہ اصرار کرنے لگے کہ میں پشور جاناواں۔ اسلام آباد سی پشور دے سفر دے دوران مختلف موضوعات تے گلاں ہوندی پئی ایاں کہ ذکر اُنہاں دی ڈکشنری دا ہویا۔ اُنہاں نے کہیا کہ ایہہ ڈکشنری تا توانے چھاپی اے میں توا ڈا شکر گزار آں پر اس ڈکشنری دے وچ کجھ ایسی تبدیلیاں ہوگیان جیہڑیاں میرے نزدیک درست نی ایاں۔ پشور سی دور ہونڑے دی وجہ نال میں طباعت سی پہلے ڈکشنری دی پروفنگ دے مرحلے اِچ شامل نی ہوسکا ایاں۔ اس وجہ نال ایہہ غلطیاں ریہہ گیاں۔ منے اُنہاں نُوں کہیا کہ ہندکو زبان دے ہِک لکھاری دی خدمات لتی گئی ایاں برے اوہ اس کم نال انصاف نہ کرسکے۔ منے اُنہاں نُوں کہیا کہ توانے ایہہ لُغت دا مسودہ لندن سی سکین کرکے ای میل دے ذریعے پہجوایا جیہڑا مٹوں آفتاب احمد دے توسط نال ملدا رہیا تے اس مسودے نُوں نالو نال کمپوز کیتا گیا تے کمپوزنگ تے پروفنگ سی بعد اس نُوں چھاپ دِتا گیا۔ تُسی صحیح فرماندے او کہ اس ڈکشنری دی پروفنگ توا ڈے ہتھاں سی گزر کے ہونڑی چاہیدی ائی۔ اُنہاں نے افسوس نال کہیا کہ میرے کہول تا ہونڑا اوہ مسودہ نئینگا۔ تے ایہہ مسودہ ہزاراں صفحات تے پھیلا ہویا ایا، کاش کہ ایہہ مسودہ میرے کہول ہوندا تا میں توانُوں دیندا تے تُسی اس نُوں دوبارہ کمپوز کرکے چھپوا دیندے او۔ منے انتہائی خوشی تے اطمینان نال اُنہاں نُوں کہیا کہ ڈاکٹر صیب تُسی فکر نہ کرو، توا ڈی ڈکشنری دا سارا مسودہ میرے کہول محفوظ اے۔ اوہ ہِک دم بڑے حیران ہویے تے اُنہاں نے بے ساختہ کہیا کہ ایہہ تُسی کیہہ پئے کیندے او؟، مٹوں یقین پیانی آندا، اتنے وریاں پرانڑا مسودہ توانے محفوظ کیتا ہویا وے، مٹوں ایہہ سنڑ کے بوہت خوشی ہوئی اے کہ میرے سالاں دی محنت توانے محفوظ کیتی اوئی اے۔ منے اُنہاں نُوں کہیا کہ میں توا ڈے نال وعدہ کرناواں کہ توا ڈی ہندکو لغت نُوں غلطیاں سی پاک کرکے چھاپ دیسیاں۔ اج 2017ء دے سال اِچ اُنہاں نال کیتا اویا وعدہ میں پورا پیا کرناں لیکن ڈاکٹر صیب بذاتِ خود اس دنیا اِچ موجود نئینگے لیکن مٹوں اس گل دی خوشی ہوندی پئی اے کہ اُنہاں داتے میرا رب ویکھدا پیا وے کہ منے ڈاکٹر صیب نال کیتا ہویا وعدہ پورا کر دِتا وے تے مٹوں اس گل دا بی یقین اے کہ ڈاکٹر صیب دی روح اج بے حد خوش ہوسی تے اُنہاں دی وریاں دی کتی ہوئی محنت محفوظ ہوگئی اے۔

محمد ضیاء الدین

جنرل سیکریٹری، گندھارا ہندکو بورڈ پاکستان

اکیسویں صدی کا عظیم ذہن ۔ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان

جب سے میں نے گندھارا ہندکو بورڈ میں شمولیت اختیار کی ہے۔ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان کا نام میرے کانوں نے شدومد کے ساتھ سنا ہے۔اچانک میری نظر سے اُن کا تحریر کردہ ’’ہندکو قاعدہ‘‘ نظروں سے گزرا۔بہت دیدہ زیب رنگوں سے سجا ہوا ہندکو کے ابتدائی حروف تہجی بمعہ تصاویر ہندکو نصاب وادب میں بہت بڑا اضافہ تھا۔جب میں نے ’’آ ؤ ہندکو سکھنے آں‘‘ ہندکو بول چال پرمبنی اپنی کتاب تحریر کرنے کا اِرادہ کیا تو اولین طور پر اِس قیمتی قاعدہ سے استفادہ حاصل کیا۔اوردل میں ضرور سوچا کہ کاش الٰہی بخش صاحب حیات ہوتے تو بہت سی مزید وضاحتیں اُن سے حاصل کرتی اوراُن سے استفادہ کرتی۔ہندکو بورڈ میں اُن دنوں ہندکو ڈکشنری پرزور وشور سے کام جاری تھا۔سچی بات کہوں کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ ہندکو ڈکشنری ڈاکٹر الٰہی بخش اعوان صاحب اپنی حیات میں تحریر کر گئے تھے۔ظاہر ہے مجھے معلوم ہوا تو میں نہ صرف حیران ہوئی اس ذہین،محنتی اوراپنی زبان سے محبت کرنے والے کے جذبے نے مجھے بے حد متاثر ہوئی۔اس ڈکشنری کو تین دفعہ میں نے پروف کیا اور ہمیشہ ہی قائل ہوئی کہ یہ ایک بھرپور کتاب ہے جو ہندکو زبان کا بیش بہا خزانہ ہے اور یہ خزانہ دینے والا شخص اپنی بیش بہا کاوش اپنی زبان کو تحفہ دے کر زبان کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو بھی زندہ جاوید کر دیا ہے۔سونے پہ سہاگہ وہ اپنی زندگی کی کہانی ’’تارنفس‘‘ کے عنوان سے لکھ کر چھوڑ گیا ہے جو قاری کو دعوت دیتی ہے کہ آ ؤ مجھے پڑھو میرے کام،میری محنت،میری انتھک کوششوں،میری زبان سے محبت کے بارے میں جانو کہ میں نے اپنی زبان کے ساتھ عشق کیا ہے۔آج میں جو کچھ ادھورے الفاظ اس عظیم شخص کے لئے لکھ رہی ہوں میں اس کے ساتھ کبھی نہیں ملی نہ اُس کو دیکھا۔نہ اُس کو کام کرتے ہوئے جانا لیکن تارنفس پڑھ کر مجھے اُن کی شخصیت کو گہرائی کے ساتھ جاننے کا موقع ملا۔الفاظ بہت طاقتور ہوتے ہیں کہ انسان سے زیادہ انسان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے یہ نقطے کسی بھی شخصیت کی ساری کہانیاں سارے راز فاش کر دیتے ہیں۔آیئے آپ کو اُنہی کے الفاظ میں الٰہی بخش اختر اعوان سے ملواتی ہوں۔

آپ 1938ء کو پشاور شہر میں پیدا ہوئے۔اسلامیہ ہائی سکول پشاور سے آٹھویں جماعت کا امتحان پاس کیا۔1950ء میں پنجاب یونیورسٹی سے میٹرک کا امتحان فرسٹ کلاس میں پاس کیا۔اِن دنوں پشاور کا امتحان بھی پنجاب بورڈ سے لیا جاتا تھا۔1960ء میں آپ نے ایم اے فارسی کا امتحان پاس کیا اور یونیورسٹی میں اول پوزیشن حاصل کی۔بعدازاں آپ نے ایم اے اُردو اور قانون کا امتحان ایک ساتھ بڑے اعزاز کے ساتھ پاس کیا۔آپ نے لیکچررشپ بھی کی۔اخبار پاکستان ٹائمز میں نوکری بھی کی۔اُن کے احباب میں نہ صرف تعلیمی اداروں سے تعلق رکھنے والے اُستاد تھے بلکہ پشاور کے اُس وقت کے نامور صحافی بھی تھے جس کے ساتھ اُنہوں نے صحافیانہ زندگی کے اسرار ورموز سیکھے۔

اپنی ہندکو زبان سے محبت کرنے والا ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان جب 1966ء میں اعلیٰ ولایت (لندن) چلا گیا۔اگر چہ اُن کا رابطہ اپنے دوست احباب سے نہ رہا لیکن وہ ہندکو کو نہ بھلا سکے۔یہ بات حیرت انگیز ہے کہ 1966ء کا سال جبکہ ابتدائی تعلیم بھی پشاور شہر کے لوگ اپنے بچوں کو بمشکل پڑھانے میں راضی ہوتے تھے۔تعلیم حاصل کرنے کی محبت اتنی شدید تھی کہ نامساعد حالات کے باوجود ڈاکٹریٹ کرنے کے لئے لندن آگئے۔آپ نے لندن میں مشکل حالات دیکھے اور غمِ روزگار سے دوچار ہوئے لیکن علم کی لگن کو اپنے سینے میں سجائے رکھا اوراُس شمع کو بنیادی ضروریات سے زیادہ فوقیت دی۔

آپ نے اپنے ڈاکٹریٹ کے لئے لسانیات کا انتخاب کیا اور ہندکو کو مرکز مقالہ ٹھہرایا۔سکول آف اورینٹل اینڈ افریقن اسٹڈیز کے شعبہ لسانیات کی صدر محترمہ پروفیسر ہینڈرسن انٹرویو ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان سے سوال کرتی ہے کہ آپ کے فارم سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اس سے پہلے لسانیات کا مطالعہ نہیں کیا۔آپ کا جواب نفی میں سن کر وہ کہتی ہیں پھر آپ اتنی اونچی سطح پر

(ڈاکٹریٹ) اس مضمون کا مطالعہ کیسے کرسکتے ہیں اور کیوں کرنا چاہتے ہیں۔آپ نے کہا کہ پشاور یونیورسٹی میں یہ شعبہ موجود نہیں ہے میں ڈگری لینے کے بعد واپس پشاور میں لسانیات کا شعبہ شروع کرنا چاہتا ہوں۔آپ کیسے باور کراسکتے ہیں کہ آپ اس شعبے میں چل سکیں گے۔ پروفیسر نے استفسار کیا۔آپ آزما کر دیکھ لیں۔ جواب آیا۔اور یہ جواب جتنا پُراعتماد تھا ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان کی شخصیت اُتنی ہی خوداعتماد تھی اُن کو اپنی انتھک محنت پر بھروسہ تھا اور پھر پروفیسر بھی آئندہ آنے والے سالوں میں ہر مرحلے پر قائل ہوتی چلی گئی۔آپ کے مقالے کا عنوان تھا "The Phonology of the Verbal phrases in Hindko"۔ اُنہوں نے مقالہ 7 سال میں مکمل کیا۔اپنے مقالے کو سپروائزر ڈاکٹر سپرگ کے حوالے کرتے ہوئے نہایت تفصیل کے ساتھ اس کو دوبارہ پڑھا۔ڈاکٹر سپرگ کے اصرار کے باوجود کہ یہ مقالہ ڈاکٹریٹ کے لئے کوالیفائی کر جائے گا لیکن اپنے ضمیر کی آواز کو غیر مطمئن پایا اور اپنے نظریے کے بنیادی نقطے پر اپنے دل میں خلش محسوس کی۔اپنے سپروائزر کی اجازت سے صوتیات کی چھ مہینے کی تربیت حاصل کی تاکہ ڈگری اُس وقت لوں جب ایمانداری سے اپنے مقالے کے معیار کو جانچ لوں۔مشینوں نے ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان کی تحریروں کی تصدیق کرنا شروع کردیں اور اس خوشی کو اپنی زندگی کی بہترین خوشیوں میں شمار کیا جو مقالہ 1972ء میں تیار بھی تھا اور پیش ہونا تھا اب وہ 1974ء میں پیش ہوا۔ایک مشکل ترین زبانی امتحان کے مرحلے سے گزر کر آپ کو ''ڈاکٹر'' ہونے کا شرف بخشا گیا۔مقالہ لکھنے کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے ''تارنفس'' میں لکھتے ہیں۔''جب لندن یونیورسٹی کے سکول آف اورینٹل امریکن اسٹڈیز میں پی ایچ ڈی کے لئے داخلہ لیا تو میں نے اپنی تحقیق کے لئے ہندکو کا انتخاب کیا اور بالآخر سات سال کی مسلسل محنت کے بعد ہندکو زبان پر پہلا تحقیقی مقالہ پایہ تکمیل کو پہنچا کر ڈگری کے لئے پیش کیا جو مقبول ہوا اور اس کے نتیجے میں مجھے لندن یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری ملی۔اس طرح نہ صرف مجھے یہ اعزاز حاصل ہوا کہ میں ہندکو زبان پر کامیاب تحقیقی مقالہ لکھنے والا پہلا طالب علم تھا بلکہ ہندکو کا بھی بین الاقوامی سطح پر تعارف کا باعث بنا اور اُسے ایک زندہ زبان کی حیثیت سے تسلیم کیا جانے لگا۔واپس وطن آئے تو دوست احباب نے کہا ہندکو زبان پر سالوں ضائع کرنے کی کیا ضرورت تھی۔کسی بڑی زبان پر تحقیق کی ہوتی تو نام کماتے۔ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان کا جواب ہندکو کے لئے فخر اور عزت کا بہت بڑا مقام ہے اُنہوں نے کہا ہندکو میری زبان ہے اس لئے میرے لئے یہ عظیم ہے اور جب تک ہم خود اپنی ماں بولی کو ترویج وترقی کے لئے، مال کی، وقت کی اور محنت کی قربانی نہیں دیں گے تو یہ زبان آگے نہیں بڑھ سکے گی۔

جب ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان سے دوست احباب نے کہا کہ اُن کو زبان کی تاریخ کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں ہیں تو اُنہوں نے انگریزی اخباروں میں مقالہ جات لکھنا شروع کردیا۔آپ ہندکو زبان کے چاہنے والے ساتھیوں کے ساتھ مشاعرے منعقد کرواتے۔ادبی تقریبات کرواتے تاکہ اُس زبان کے فروغ کے زیادہ سے زیادہ کام کیا جاسکے۔

ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان نے 1994ء میں ہندکو لغت پر کام شروع کیا تھا اور کافی کام کیا ہوا تھا لیکن اُن کو اس اثناء میں لندن جانا پڑ گیا۔وہ اپنا ہندکو لغت کا مسودہ پشاور میں محفوظ کر گئے۔اُن کا خیال تھا کہ اُن کی واپسی جلد ہوگی تو اُس کی اشاعت کا بندوبست کریں گے لیکن اُن کا قیام وہاں طویل ہوگیا اور بدقسمتی سے لغت کا زیادہ حصہ ضائع ہوگیا جس کا اُنہیں بے حد افسوس ہوا کیونکہ اُنہوں نے زندگی کے قیمتی 20 سال محنت کر کے اس کو تحریر کیا تھا لیکن ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان خوش بخت تھے کہ یہ مسودہ ہندکو زبان کے ایک اور سچے عاشق ضیاءالدین کے پاس محفوظ تھا اور یہ بات ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان کو اُن کی زندگی میں ہی بتادی گئی تھی۔سوچئے ایسے میں اُن کی مسرت کا کیا ٹھکانہ ہوگا۔

ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان نے ہندکو صوتیات پر مقالہ تحریر کیا۔ہندکو زبان کی تاریخ اور اس کے دوسری زبانوں سے روابط پر بھی تحقیقی کام کیا۔''تارنفس'' میں لکھتے ہیں کہ میں عظیم زبان کے چہرے سے وقت کی گرد وغبار کی کئی تہیں صاف کرنے کی کوشش کررہا ہوں تاکہ اس کے حسین خدوخال مزید واضح اور نمایاں ہوجائیں۔

ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان کی تصنیفات کی ایک لمبی فہرست ہے جو اُن کی زندگی بھر کا سرمایہ ہے اور اُن کے لئے سرمایہ افتخار ہے۔

1) ہندکو زبان میں سرقی	ایریا سٹڈی سنٹر پشاور یونیورسٹی
2) ہندکو افعال کا ساختمانی تجزیہ	ایریا سٹڈی سنٹر پشاور یونیورسٹی
3) ہندکو زبان میں لحن	ایریا سٹڈی سنٹر پشاور یونیورسٹی
4) پشتو افعال کا ساختمانی تجزیہ	ایریا سٹڈی سنٹر پشاور یونیورسٹی
5) پشتو ہندکو لسانی روابط	پشتو اکیڈمی صوبہ سرحد پشاور
	بہ اشتراک اکیڈمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد
6) فعلی فقرہ کا ساختمانہ تجزیہ	ادارہ فروغ ہندکو پشاور
7) کشاف اصطلاحات، لسانیات صوتیات	مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد
8) قومی انگریزی اُردو لغت	مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد
9) قانونی لغت	مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد
10) مطالعاتی مواد کی۔۔۔دستیابی تقسیم۔قیمت۔نفس مضمون اور ترتیب وتزئین	
	نیشنل بک کونسل آف پاکستان
11) عرفان رضا	مکتب رضا۔اعظم گڑھ، بھارت
12) نقد گرانمایہ	عظیم پبلشرز، پشاور
13) گنجینہ اُردو	عظیم پبلشرز، پشاور
14) شرح گل نغمہ	ناشرین لاہور
15) شرح مثنوی پس چہ باید کرد	یونیورسٹی بک ڈپو پشاور
16) شرح مثنوی مسافر	یونیورسٹی بک ڈپو پشاور
17) تدوین ترجمہ وتنقید اخلاق چلابی	یونیورسٹی بک ڈپو پشاور
18) تدوین وتنقید دیوان گھائل	انجمن ترقی ہندکو پشاور

آپ کے اعزازات اور میڈلز کی تعداد بھی کثیر ہے۔

لندن کے انسٹی ٹیوٹ آف لنگوسٹس نے آپ کو ایسوسی ایٹ کا درجہ دیا۔ امریکہ کی بائیوگرافیکل انسٹی ٹیوٹ نے مین آف دی ایئر 2002ء منتخب کیا۔ 21ویں صدی کے عظیم اذہان (Great Minds of 21st Century) قرار دیا گیا۔ انڈیا آفس لائبریری کی رکنیت دی گئی۔

جناب سی اے مچل جو لندن میں میگزین ''معاصر کون کون ہے'' کے مدیر اعلیٰ ہیں 16 دسمبر 2002ء کو اعوان صاحب کو ایک خط کے ذریعے آپ کی سوانح حیات کو ''معاصر'' کے 2002/2008ء کے ایڈیشن میں شامل کرنے کی نوید سناتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ حوالہ کی اس عظیم کتاب کے لئے منتخب ہونا ایک اعزاز ہے۔ ادارہ اپنے معیار اور مستند کتب کے لئے دنیا بھر میں ممتاز ہے آپ جیسے افراد کی سوانح ہی 2002/2003ء کے ایڈیشن کو آنے والی نسلوں کے لئے حوالہ بامعنی اور حقیقی سرچشمہ بنے گی۔

امریکن بائیوگرافیکل انسٹی ٹیوٹ کے صدر کے خط مورخہ 10 جنوری 2003ء کے مطابق جناب جی ایم ایونز لکھتے ہیں۔ پیارے ڈاکٹر اعوان آپ کو ایسے نمایاں اعزاز کے لئے منتخب کیا گیا ہے جو اس صدی کے تاریخی ریکارڈز میں بے مثال ہے۔ حوالہ کی دنیا کو ایک عرصہ سے ایسی بے شمار ڈائریکٹریوں سے نوازا جاتا ہے جن میں دنیا بھر کے اہم حضرات وخواتین کے بارے میں نمایاں معلومات درج ہیں۔

(Great Minds of 21st Century)۔''21ویں صدی کے عظیم اذہان'' جس کے لئے آپ کو نامزد کیا گیا ہے۔ آپ کے خیالات اور کمالات کے علاوہ آپ کے اپنے خصوصی دائرہ اختیار میں اپنی بے مثال ذہانت کے ذریعے نمایاں

حیثیت حاصل کرنے کی قابلیت کو اُجاگر کرنے کے لئے وقف ہوگی۔ آپ کے عظیم ذہن نے عالمی سطح پر معاشرے کی ترقی میں آپ کے کام کے حصے کے بارے میں آنے والی نسلیں اس کتاب کو استعمال کر سکیں گی۔ انفرادیت خصوصی ہے۔ عظمت آفاقی ہے۔ میں اس یادگار حوالہ جاتی کتاب کے لئے آپ کی نامزدگی پر آپ کو مبارکباد کہتا ہوں'۔

پشاور کے اہلِ قلم نے آپ کے اعزاز میں بڑی تقریب منعقد کی جس میں پشاور کے نامور شاعروں اور ادیبوں نے آپ کو بھرپور خراجِ عقیدت پیش کیا۔ ڈاکٹر ظہور احمد اعوان ہندکو ادب و زبان کا ایک بڑا نام ہے، آپ بھی ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان کے کام سے متاثر ہوئے اپنے ایک اخباری کالم میں ڈاکٹر صاحب کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔''مجھے ایسے شخص پر رشک آتا ہے جو ماضی و حال کے جھمیلوں سے آزاد و بے نیاز صرف مستقبل پر نگاہ رکھتا ہو اور آگے بڑھنے کے لئے پیچھے مڑ کر نہ دیکھنے کا حوصلہ و صلاحیت پا چکا ہو۔ ایسے لوگ کسی اُلجھن کا شکار ہوتے ہیں نہ کمپلیکس کا۔ نہ اُن کی نیند کسی بات پر اڑتی ہے نہ راتوں کو اُٹھ کر روتے ہیں۔ ڈاکٹر اعوان میں مجھے ہمیشہ معصوم بچے کا عکس نظر آیا ہے۔ ڈاکٹر اعوان ایک محقق، ماہر تعلیم، ماہر لسانیات، ایک اُچھے اُستاد اور اچھے انسان کی شناخت رکھتے ہیں آپ کا ہر کام دھیما۔ ٹھنڈا اور قرینے و سلیقے کا ہوتا ہے۔ ڈاکٹر اعوان مثبت سوچ اور خالص پاکستانی ذہن رکھنے والے عجیب و غریب آدمی ہیں''۔

قارئین! آج ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان کی ایک زبردست کاوش ''ہندکو ڈکشنری'' آپ کے ہاتھ میں ہے۔ گو کہ اس کو کمپوزنگ، پروفنگ ریڈنگ اور اشاعت کے مراحل سے گزارنے اور سنوارنے سجانے اشاعت سے لے کر آپ کے ہاتھوں تک پہنچانے میں بہت محنت جدوجہد اور ایک نہایت قابل ٹیم ورک شامل ہے لیکن ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان نے اس کا مسودہ لکھ کر اپنی مادری زبان کا حق ادا کر دیا ہے۔ اُن کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے ''گندھارا ہندکو بورڈ'' دعا گو ہے۔

والسلام

آفتاب اقبال بانو

2 اکتوبر، 2017ء

ہندکو حروفِ تہجی

آ	ا	ب	پ	پ̌	پھ
ت	ت̌	تھ	ٹ	ٹ̌	ٹھ
ث	ج	چ	چ̌	چھ	ح
خ	د	ڈ	ذ	ر	ڑ
ز	ژ	س	ش	ص	ض
ط	ظ	ع	غ	ف	ق
ک	ک̌	کھ	گ	ل	م
ن	ݨ	ں	و	ہ	ء
		ی	ے		